

حفاظتِ وقت اور ہمارا معاشرہ

از: میرزا ہدکھیالوی

وقت اللہ رب العزت کی ایک ایسی عام نعمت ہے، جو انسانی معاشرہ میں یکساں طور پر امیر، غریب، عالم، جاہل، صغیر، کبیر سب کو ملی ہے، وقت کی مثال تیز دھوپ میں رکھی ہوئی برف کی اس سل سے دی جاتی ہے کہ جس سے اگر فائدہ اٹھایا جائے تو بہتر ورنہ وہ تو بہر حال پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اس وقت مسلم معاشرہ عام طور سے ضیاعِ وقت کی آفت کا شکار ہے، یورپی معاشرہ اپنی تمام تر خامیوں اور کمزوریوں کے باوجود وقت کا قدر داں ہے اور زندگی کو باقاعدہ ایک نظام کے تحت گزارنے کا پابند بنا ہوا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ان کی ترقیوں کا ایک بڑا سبب وقت کی قدر دانی ہی ہے۔

جو قومیں وقت کی قدر کرنا جانتی ہیں، صحراؤں کو گلشن بنا دیتی ہیں، وہ فضاؤں پر قبضہ کر سکتی ہیں وہ عناصر کو مسخر کر سکتی ہیں، وہ پہاڑوں کے جگر پاش پاش کر سکتی ہیں، وہ زمانہ کی زمامِ قیادت سنبھال سکتی ہیں؛ لیکن جو قومیں وقت کو ضائع کر دیتی ہیں، وقت انھیں ضائع کر دیتا ہے، ایسی قومیں غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، وہ دین اور دنیا دونوں اعتبار سے خسارے میں رہتی ہیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں سب سے سستی اور بے قیمت چیز اگر ہے تو وہ وقت ہے، اس کی قدر و قیمت کا ہمیں قطعاً احساس نہیں، یہی وجہ ہے کہ وقت کے لمحات کی قدر نہ کرنے سے منٹوں کا، منٹوں کی قدر نہ کرنے سے گھنٹوں کا، گھنٹوں کی قدر نہ کرنے سے ہفتوں کا، ہفتوں کی قدر نہ کرنے سے مہینوں کا، اور مہینوں کی قدر نہ کرنے سے سالوں اور عمروں کا ضائع کرنا ہمارے لیے بہت آسان بن گیا ہے۔

ہم لوگ بیٹھکوں، چوپالوں، ہوٹلوں اور نجی مجلسوں میں وقت گزاری کرتے ہیں اور ہمارا کتنا

ہی قیمتی وقت نکتہ چینی، غیبت، بہتان اور بے تحاشا سونے میں ضائع ہو جاتا ہے اور ہمیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

اِغْتَنِمُ حَمْسًا قَبْلَ حَمْسِ حَيَاتِكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتِكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَشَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَعَنَّاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ (مستدرک حاکم ۳۰۶/۴)

ترجمہ: پانچ چیزوں کو پانچ سے قبل غنیمت سمجھو، زندگی کو مرنے سے پہلے اور صحت کو بیماری سے پہلے اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے، اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اور مالداری کو فقر سے پہلے۔

اس حدیث پاک میں ہر صاحب ایمان کے لیے یہ تعلیم ہے کہ آدمی کی فہم و دانش کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اس فانی زندگی کے اوقات و ادوار کو بہت دھیان اور توجہ کے ساتھ گزارے، زندگی کو مرنے سے پہلے غنیمت سمجھے اور اس بات کا استحضار رکھے کہ کل روز قیامت میں اس کی ہر ہر چیز کا حساب ہوگا، اس سے ہر چیز کے بارے میں باز پرس ہوگی اور اسے اپنے ہر قول و فعل کا جواب دینا ہے، کراما کا تبین اس کے قول و فعل کو نوٹ کر رہے ہیں، قیامت کے دن اس کے اعمال نامے کو تمام اولین و آخرین کے سامنے پیش کیا جائے گا، یہ وقت بڑی قیمتی دولت ہے، اس سے جو فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے، وہ کر لیا جائے، آج صحت و تندرستی ہے، کل نہ معلوم کس بیماری کا شکار ہونا پڑ جائے، آج زندگی ہے، کل منوں مٹی کے نیچے مدفون ہونا ہے، آج فرصت ہے کل نہ معلوم کتنی مشغولیتیں درپیش ہو جائیں۔

آج جوانی کا سنہرا دور ملا ہوا ہے، کل بڑھاپے میں نہ جانے کن احوال سے سابقہ پڑے اور کیا امراض و عوارض لگ جائیں آج صاحب حیثیت ہیں، کل پتہ نہیں کیا حالت ہو جائے؟ اس لیے جو کرنا ہے کر لیا جائے، جو کرنا ہے کما لیا جائے، جو فائدہ اٹھانا ہے اٹھا لیا جائے ورنہ ”الْوَقْتُ كَالسَّيْفِ اِنْ لَمْ تَقْطَعْهُ لَقَطَعَكَ“، وقت دودھاری تلوار ہے، اگر تم نے اسے نہ کاٹا، وہ تمہیں کاٹ ڈالے گی ارشاد نبوی ہے:

نِعْمَتَانِ مَعْبُودٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (بخاری، ۹۳۹/۲، ترمذی ۵۶۲)

ترجمہ: صحت اور فراغت دو ایسی عظیم نعمتیں ہیں، جن کے سلسلہ میں بے شمار لوگ خسارہ میں رہتے ہیں اس لیے بعد میں پچھتانے سے یہ بہتر ہے کہ انسان آج ہی قدر کر لے۔

عموماً جن صالح بندوں کے مزاج میں دین داری اور نیکی ہوتی ہے، وہ وقت کے قدر دان

ہوتے ہیں اور اپنی آخرت بنانے اور دنیا سنوارنے کی فکر انھیں دامن گیر ہوتی ہے، وہ بیکاری، آوارگی لہو و لعب اور فضولیات میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے، کسی کا برائی سے تذکرہ کرنے، عیب جوئی کرنے اور بہتان تراشی اور بے کار و لالی یعنی گفتگو کی انھیں فرصت نہیں ملتی، ان کی عملی زندگی حدیث نبوی کی عملی تصویر ہوتی ہے:

إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ (ترمذی ۵۸۷۲)

ترجمہ: بیشک انسان کے اچھا مسلمان ہونے کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے کار اور فضول چیزوں کو چھوڑ دے۔

وقت کی قدر شناسی اور ہمارے اسلاف

ہمارے اسلاف و بزرگان دین کی تابناک سیرت اور پاکیزہ زندگی، اس سلسلہ میں بھی عمل کا داعیہ رکھنے والوں کے لیے بہترین اسوہ ہے کہ ان حضرات نے اپنی حیاتِ فانی کا سفر پوری ہوش مندی اور بیداری کے ساتھ مکمل فرمایا اور زندگی کے تمام مراحل میں وقت کے لمحات و اوقات قدر دانی اور انضباط کے ساتھ گزارے۔

چنانچہ امام محمد علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ دن رات کتابیں لکھتے رہتے تھے، ایک ہزار تک ان کی تعداد بیان کی جاتی ہے، اپنی تصنیف کے کمرہ میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے تھے، مشغولیت اس درجہ تھی کہ کھانے اور کپڑے کا بھی ہوش نہ تھا (انوار الباری) — حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی کی جو مطالعہ گاہ تھی، اس کے تین دروازے تھے، ان کے والد نے تینوں دروازوں پر جوتے رکھوائے تھے؛ تاکہ اگر ضرورت کے لیے باہر جانا پڑے تو جوتے کے لیے ایک آدھا منٹ بھی ضائع نہ ہو — شیخ جمال الدین قاسمی کے بارے میں لکھا ہے کہ شیخ اپنی زندگی کے ایک ایک لمحہ کی قدر فرماتے تھے، سفر میں ہوں یا حضر میں، گھر میں ہوں یا مسجد میں مسلسل مطالعہ اور تالیف کا کام جاری رکھتے تھے۔ (اقوال سلف)

امام رازیؒ کے نزدیک اوقات کی اہمیت اس درجہ تھی کہ ان کو یہ افسوس ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی جاتا ہے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے:

وَاللَّهِ إِنِّي أَتَأَسَّفُ فِي الْفَوَاتِ عَنِ الْأَشْتِغَالِ بِالْعِلْمِ فِي وَقْتِ الْأَكْلِ فَإِنَّ الْوَقْتَ

وَالزَّمَانَ عَزِيزٌ .

ترجمہ: خدا کی قسم مجھ کو کھانے کے وقت علمی مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے؛

کیونکہ وقت متاع عزیز ہے۔

وقت کی قدر دانی نے ان کو منطق و فلسفہ کا ایسا زبردست امام بنایا کہ دنیائے ان کی امامت تسلیم کی — حافظ ابن حجر عسقلانی وقت کے بڑے قدر دان تھے، ان کے اوقات معمور رہتے تھے، کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے، تین مشغلوں میں سے کسی نہ کسی میں ضرور مصروف رہتے تھے، مطالعہ کتب یا تصنیف و تالیف یا عبادت (بستان المحدثین)

جب تصنیف و تالیف کے کام میں مشغول ہوتے اور درمیان میں قلم کا نوک خراب ہو جاتا تو اس کو درست کرنے کے لیے ایک دو منٹ کا جو وقفہ رہتا اس کو بھی ضائع نہ کرتے، ذکر الہی زبان پر جاری رہتا، اور نوک درست فرماتے اور فرماتے وقت کا اتنا حصہ بھی ضائع نہیں ہونا چاہیے — حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نہایت منتظم المزاج اور اصول و ضوابط کے پابند تھے، وقت کے لمحات ضائع نہیں ہونے دیتے تھے کھانے، پینے، سونے، جاگنے، اٹھنے، بیٹھنے غرض یہ کہ ہر چیز کا ایک نظام الاوقات متعین تھا اور اس پر سختی سے عمل فرماتے تھے — حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی سوانح میں لکھتے ہیں:

”آپ کی ایک بہت ہی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وقت ضائع نہیں فرماتے، آپ کا انضباط اوقات نہایت حیرت انگیز ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشین ہے جو ہر وقت چل رہی ہے کسی وقت بیکار نہیں جو ایسا کثیر المشاغل ہو، اس کو بلا انضباط اوقات چارہ نہیں اور انضباط اوقات تب ہی ہو سکتا ہے، جب اخلاق و مروت سے مغلوب نہ ہو اور ہر کام اپنے وقت اور موقع پر کر لے، اوروں کو تو چھوڑیے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی جو آپ کے استاذ تھے، ایک بار مہمان ہوئے آپ نے راحت کے سبب ضروری انتظامات کر کے جب تصنیف کا وقت آیا تو باادب عرض کیا کہ حضرت! میں اس وقت کچھ لکھا کرتا ہوں، اگر اجازت ہو تو کچھ دیر لکھنے کے بعد حاضر ہو جاؤں، فرمایا ضرور لکھو! میری وجہ سے اپنا حرج ہرگز نہ کرو، گو اس روز آپ کا دل لکھنے میں لگا نہیں؛ لیکن ناغہ نہ ہو نے دیا؛ تاکہ بے برکتی نہ ہو، تھوڑا سا لکھ کر پھر حاضر خدمت ہو گئے۔ (اشرف السوانح ص ۳۰)

حضرت تھانوی خود فرمایا کرتے تھے: ”آج ہم لوگ وقت کی قدر نہیں جانتے؛ حالانکہ زندگی کی ہر ہر گھڑی، ہر ہر سیکنڈ اور منٹ اتنا قیمتی ہے کہ ساری دنیا بھی اس کی قیمت نہیں ہو سکتی، مرتے وقت اس کی قدر معلوم ہوگی کہ ہائے ہم سے کتنا بڑا خزانہ فضول برباد ہو گیا، اس وقت آپ تمنا

کریں گے کہ کاش ہم کو ایک دو منٹ کی اور مہلت مل جائے، وقت آنے کے بعد نہ ایک منٹ ادھر ہو سکے گا نہ ادھر، غرض وقت بہت قابل قدر چیز ہے؛ لیکن لوگ اس کی قدر نہیں کرتے، فضول باتوں میں ضائع کر دیتے ہیں۔“

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک برف فروش سے مجھ کو بہت عبرت ہوئی کہ وہ کہتا جا رہا تھا کہ اے لوگو! مجھ پر رحم کرو میرے پاس ایسا سرمایہ ہے کہ ہر لمحہ تھوڑا تھوڑا ختم ہوتا جا رہا ہے، اس طرح کی ہماری بھی حالت ہے کہ ہر لمحہ برف کی طرح تھوڑی تھوڑی عمر ختم ہو جاتی ہے، اس کے گھلنے سے پہلے جلدی بیچنے کی فکر کرو، فراغت کے وقت کو مشغولی سے پہلے غنیمت سمجھو زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو کام کرنا شروع کر دو (تحفۃ المدارس ص ۱۳۹ ج ۲) آخر عمر میں جب حضرت تھانویؒ ضعیف ہو گئے تھے، بعض حضرات وعظ وغیرہ کم کرنے کا مشورہ دیتے کہ بات کرنے میں تعب ہوگا تو فرماتے ”مگر میں سوچتا ہوں وہ لمحاتِ زندگی کس کام کے جو کسی کی خدمت اور نفع رسانی میں صرف نہ ہوں (مآثر حکیم الامت ص ۶۶)۔ حضرت مفتی محمود حسن لنگوہیؒ کے یہاں بھی حفاظتِ اوقات کا بڑا اہتمام تھا؛ حتیٰ کہ کھانا کھاتے ہوئے بھی کتابیں پڑھا کرتے تھے، چوبیس گھنٹے کی زندگی مشین کی طرح متحرک رہتی تھی، کوئی وقت بھی بیکار نہیں جاتا تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ ایک عرصہ سے صرف ایک وقت دوپہر کا کھانا کھاتے شام کو کھانا تناول نہیں فرماتے، کہتے کہ میری ایک مشفق ہمیشہ تھی میں شام کو مطالعہ میں ہوتا تھا، وہ لقمہ میرے منہ میں دیا کرتی تھی، اس طرح مطالعہ کا حرج نہ ہوتا تھا؛ لیکن جب سے ان کا انتقال ہو گیا اب کوئی میری اتنی ناز برداری کرنے والا نہیں رہا، مجھے اپنی کتابوں کا نقصان گوارا نہیں؛ اس لیے شام کا کھانا ہی ترک کر دیا۔

حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ بہت ہی کم عمری سے تعلیم کا شوق تھا، عام لڑکوں کی طرح وہ اپنے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے، نہ کھیل کود میں اپنا وقت ضائع کرتے تھے، جب فقہ وحدیث کی تعلیم شروع کی تو اس مبارک علم میں پوری طرح مشغول ہو گئے، دن کا کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جس میں خالی بیٹھتے اور کوئی کتاب ہاتھ میں نہ ہوتی، وہ کسی ایسے کام کو پسند نہ کرتے تھے، جو تعلیم میں کسی طرح مخل ہو۔ (اسلاف کی طالب علمانہ زندگی ص ۷۵)

احقر نے اپنے مرشد حضرت اقدس مفتی مہربان علی بڑوٹی قدس سرہ کے یہاں حفظِ اوقات کا خوب اہتمام دیکھا، میرے رفیق مولانا محمد اسماعیل صادق صاحب مدظلہ اپنے ایک مضمون میں

حضرت کے اس عمل پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں ”اگر لوگوں کے اوقات فروخت ہوا کرتے تو میں اپنی زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے ان کے اوقات خرید لیتا۔“

یہ الفاظ ہیں ماضی قریب کے ایک نامور مصنف، خالص علمی و تربیتی شخصیت اور اپنے دور کے انتظامی اُمور کے ماہر سیدی حضرت مفتی مہربان علی بڑوٹی کے جنہیں وقت کی بڑی قدر تھی اور اپنے اوقات ایسے انداز سے منضبط کیے تھے کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہو، اسی لیے ۲۳ رسال کی مختصر مدت میں اتنا علمی سرمایہ امت کے حوالہ کر گئے جو بعض حضرات ایک صدی زندہ رہنے کے باوجود نہیں کر پاتے، اور ایسی بے مثال شخصیت تھی کہ جن کی عمر زیادہ نہیں ہوئی؛ لیکن انہوں نے اپنا نظام الاوقات اس طرح سے تیار کیا تھا کہ کوئی منٹ اور سیکنڈ خالی نہ گزر سکے، ہمیں اپنے ان پیش رو سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ اپنے اس بیش بہا خزینہ کی قدر کرنی چاہیے۔

حضرت بڑوٹی علیہ الرحمہ کو مرض الوفا میں حکیم صاحب نے آرام کے لیے کہا تو فرمایا: ”میں بالکل خالی پڑا ہوں، کچھ بھی نہ کروں یہ تو میرے ذوق سے ہٹ کر ہے، کچھ نہ کچھ کام ہوتا رہے، اسی میں مجھے آرام ملتا ہے، میرا آرام تو اسی میں ہے کہ میرا ایک منٹ بھی خالی نہ گزرے، میرا ایک ایک منٹ امت کی فکر میں صرف ہو، خالی نہ جائے، اس سے مجھے آرام ملے گا، قیامت میں وقت کے بارے میں سوال کر لیا گیا تو کیا جواب دیں گے۔ پھر فرمایا یہ دنیا ہی ترقی کا باعث ہے، یہاں رہتے ہوئے آدمی بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے، دنیا سے چلے جانے کے بعد وہ ذرہ برابر بھی ترقی نہیں کر سکتا (تذکرہ مہربان ص ۱۱۲)

عموماً ہم اہل علم کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ ادھر ادھر کی فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں، کسی کی تنقیص تو کسی کی تحقیر، کسی کی غیبت تو کسی کی عیب جوئی، بلاوجہ پوری دنیا کا تذکرہ کریں گے اور اپنے بارے میں کبھی خیال نہیں ہوتا کہ اپنا وقت خراب کرنے کے ساتھ گناہ کا بوجھ اپنے سر رکھ رہے ہیں، اس سے نہ تو اپنا نفع اور نہ دوسروں کا، اگر ہم ذرا بھی غور کر کے ایسے اقدامات کریں کہ جس سے خود کا بھی فائدہ ہو اور ملت کے لیے بھی سہولت کی چیزیں فراہم ہو جائیں — حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ: بہترین وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو نفع پہنچائیں، اس حدیث مبارک پر عمل اسی وقت ممکن ہے، جب ہم اپنے اوقات کی حفاظت کریں اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرنے کے لیے اسلاف کے واقعات کا مطالعہ کریں، ان کی سوانح اور پُر مشقت تاریخ پر نظر ڈالیں، اس طرز سے اپنے اندر خفہ صلاحیت کو ہم جگا سکیں گے۔ (مدارس کا نظام کیسے چلائیں ص ۴۴)

ضیاع وقت کا ایک بڑا سبب

ہمارے معاشرے میں نوجوانوں کے قیمتی اوقات کے ضیاع کا ایک بڑا سبب موبائل فون بنا ہوا ہے اس کے ذریعہ s.m.s بھیجے اور اس کے پروگراموں میں وقت گزاری کرنے کا ایک عام مزاج بن گیا، گھنٹوں اس میں ضائع کر دینا، راتوں کو خراب کرنا، ایک عام سی بات ہوگئی، کبھی اس طرف خیال نہیں جاتا کہ میرا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے، سچی بات یہ ہے کہ آج کا نوجوان موبائل کو لے کر ایک مجنونانہ کیفیت کا شکار ہو چکا ہے، اور اس وبائی مرض سے مدارس کا ایک بڑا طبقہ بھی محفوظ نہ رہ سکا، منتظمین کی جانب سے باوجود سخت پابندی اور کڑی نگرانی کے طلبہ پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اور اس موبائل کے منفی اثرات سے پوری طرح وہ متاثر ہو چکے ہیں، ان دینی طالب علموں کو نہ اپنے دین و ایمان کا فکر ہوتا ہے، نہ اپنی دنیوی زندگی کے ضیاع کا کبھی خیال آتا، بس وہ اپنے مستقبل سے آنکھیں بند کر کے مدرسوں کی چہاردیواری میں طالب علمانہ لباس اختیار کر کے خود کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور اپنے استاذوں و سرپرستوں اور والدین کو بھی اندھیرے میں رکھے ہوئے ہیں، اللہ رب العزت ہی ان کے حال پر رحم فرمائے، اور ان نادان و ناعاقبت اندیش بچوں کو فکر عطاء فرمائے کہ وہ اپنا مستقبل روشن و تابناک بنانے پر محنت کریں اور اپنے اہل خانہ کی اس گاڑھی کمائی کی قدر کریں کہ جو بسیار محنتوں و مشقتوں کے ساتھ کمائے گئے بچوں کے ماہانہ صرفہ کا نظم کرتے ہیں باری تعالیٰ انہیں فہم سلیم سے نوازے! آمین۔

